OPEN ACCESS
Al-Tansheet
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2959-4367
ISSN (online): 2959-1473
www.altansheet.com

Al-Tansheet
Vol.:2, Issue: 1, July -Dec 2023 PP: 111-131

تحریک تحفظ مدارس دینیہ آغاز واثرات کا تحقیقی جائزہ

Taḥrīk Taḥaffuẓ Madārisi Dīniyyah started, research evaluation of impact

Published: 30-12-2023
Accepted: 20-12-2023
Received: 15-11-2023

Muhammad Mahroof
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: Muhammdmaroof@hu.edu.pk

Abdul Razzaq
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: ar831585@gmail.com

Muhammad Umair Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra
Email: umair9474@gmail.com

Abstract

The Movement to Protect Religious Schools in Pakistan Religious schools, or madrassas, play an important role in Pakistan. They provide religious education, as well as moral and spiritual guidance. In the early 2000s, the Pakistani government attempted to regulate and secularize religious education. This moves angered supporters of madrassas, who launched the "Movement to Protect Religious Schools" in 2002.The movement led protests and demonstrations across Pakistan, and it successfully prevented the government from closing down madrassas. As a result, the number of madrassas in Pakistan has increased, and there has been a renewed interest in religious education. The Movement to Protect Religious Schools had several effects, including as a result of the movement, madrassas were allowed to continue their activities. This led to an increase in the freedom of madrassas. The movement played a key role in promoting religious education. As a result of the movement, the number of students enrolled in madrassas increased, and there was a renewed interest in religious educationThe movement also increased the political influence of religious schools. As a result of the movement, religious school leaders began to play a more important role in national politics. The Movement to Protect Religious Schools was a significant movement that had a major impact on Pakistan's religious and political life. The movement led to an increase in the freedom of religious schools, the promotion of religious education, and the political influence of religious schools.

***Keywords**: Religious schools, Freedom, Promotion, Influence, Pakistan.*

مدرسہ کا لغوی معنیٰ:

مدرسہ کا لغوی معنیٰ "درس دینے کی جگہ" ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کا لفظ ہے "درس" کا معنیٰ "پڑھانا یا تعلیم دینا" ہے۔[1]
اصطلاحی طور پر، مدرسہ ایک ایسی تعلیمی درس گاہ ہے جس میں دینی علوم، جیسے قرآن مجید، حدیث، فقہ، تفسیر، تصوف، اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدرسہ کی اہمیت اور ضرورت:

مدرسے اسلامی تعلیم کے بنیادی ادارے ہیں۔ ان کا قیام ایک عظیم کارنامہ ہے جس نے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کرنے میں مدد کی ہے۔ مدارس نے ایک صالح اور باصلاحیت معاشرے کی تعمیر میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

مدرسے کی اہمیت اور ضرورت کو درج ذیل نکات سے سمجھا جاسکتا ہے:

دینی تعلیم کا حصول: مدرسے دینی تعلیم کا حصول کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان میں قرآن مجید، سنت نبوی، اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تعلیم مسلمانوں کو اپنے دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔

صالح اور باصلاحیت نسل کی تربیت :مدارس صالح اور باصلاحیت نسل کی تربیت کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں طلبہ کو اخلاقی اور دینی اقدار کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تعلیم طلبہ کو ایک صالح اور باصلاحیت انسان بننے میں مدد کرتی ہے۔

معاشرے کی تعمیر میں مدد :مدارس معاشرے کی تعمیر میں بھی مدد کرتے ہیں۔ ان میں طلبہ کو مختلف علوم کی تعلیم دی جاتی ہے، جس سے وہ اپنے معاشرے میں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات :اسلام میں تعلیم کو ایک اہم فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"میں نے جنات اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔[2]"

تاریخ شاہد ہے کہ مدارس نے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی علوم میں مہارت حاصل کرنے میں مدد کی ہے۔ مسلمانوں نے مدارس کے ذریعے علم و فن میں ایسی ترقی کی کہ دنیا بھر میں ان کی علمی برتری کا اعتراف کیا گیا۔ موجودہ حالات میں مدارس کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ دنیا میں مادیت پرستی اور اخلاقی زوال کی لہریں بڑھ رہی ہیں۔ مدارس ایسی جگہیں ہیں جہاں طلبہ کو دینی اور اخلاقی تعلیم دی جاتی ہے، جو انھیں ان لہروں سے بچانے میں مدد کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے مبارک زمانہ سے لیکر آج تک امت مسلمہ میں تعلیم و تعلم کا مضبوط نظام جاری رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اسلام پورے عرب میں پھیل چکا تھا خاص طور پر فتح مکہ کے بعد عرب کے اکثر قبائل اسلام قبول کرکے قرآن مجید اور شریعت اسلامی کی تعلیم و تعلم میں مصروف ہوگئے تھے اس طرح ہر بستی ہر گاؤں ہر قبیلہ میں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا[3]۔

مکہ میں سخت ترین حالات کے باوجود قرآن مجید کی تعلیم کسی نہ کسی طرح دی جاتی رہی، رسول اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو خود تعلیم دیتے اور حج کے موسم اور کچھ دیگر موقوں پر قرآن مجید لوگوں کو سناتے تھے، اس دور میں کوئی باضابطہ درسگاہیں تو نہیں ہوتی تھیں۔

"اس دور میں مسجد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، دار ارقم بیت فاطمہ بنت خطاب، شعب ابی طالب وغیرہ کو کسی حد تک درسگاہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔اس کے باوجود مکی دور میں متعدد معلّمین پیدا ہوئے جنھوں نے دوسروں کو قرآن اور تفقہ فی الدین کی تعلیم دی"[4]

ہجرت مدینہ کے بعد مسجد نبوی میں مرکزی درسگاہ بنائی گئی جس میں رسول کریم ﷺ تعلیم دیتے تھے "اس مرکزی درس گاہ کو صفحہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، صفحہ بلند جگہ، یا ڈائس کو کہتے ہیں یہ جگہ دن کو درس گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھیں اور رات کو وہ لوگ جن کا کوئی گھر نہیں تھا ان کے سونے کیلئے استعمال ہوتی تھی[5]"۔

فقرائے اسلام جو اصحاب صفحہ کے نام سے مشہور تھے اس مقدس جماعت کے قیام سے بڑا فائدہ یہ ہوا اسلام کی مذہبی اور علمی خدمات کا ایک مستقل نظام قائم ہوگیا، جو لوگ اس جماعت میں شامل ہوئے انہوں نے انہی خدمات کو اپنی زندگی کا اصل مقصد قرار دے دیا"[6]

"آپ ﷺ نے مدینہ میں رہتے ہوئے عالمی سطح پر دین کی تعلیم و تبلیغ کی طرف متوجہ ہوئے، یہاں سے آپ نے اپنی نبوت کا پیغام سلاطین عالم کے پاس بھیجا اور دینی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے ان نفوسِ قدسیہ کو اپنی فیض صحبت کے ذریعے علوم عرفان سے منور فرمایا جو اپنے گھر بار کو خیر آباد کہہ کر حصول علم کو مقصد بنا کر آپ کے پاس آ ٹھرے۔یہی حضرات اصحاب کے مبارک نام سے موسوم ہوئے جنہیں عہد نبوت کے پہلے مدرسہ کے اولین تلامذہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔آج عالم اسلام میں پھیلے دینی مدارس ان ہی اصحاب صفحہ کا فیض ہے"[7]

"چنانچہ مدینہ میں آپ ﷺ کی خصوصی محنت کوشش سے مدینہ شہر علم کا گھر بن چکا تھا اس شہر کے ہر طرف قرآن مجید کی آواز گونجنے لگی مختلف علاقوں اور قبائل کے وفود مدینہ آتے اور تعلیم حاصل کرتے تھے رسول ﷺ خود مختلف قبائل میں قراء صحابہ رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر بھیجتے تھے[8] "

مکہ اور مدینہ طیبہ کے بعد یمن کے مختلف علاقوں میں پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ زیادہ تھا،اس طرح صحابہ اکرام اور تابعین عظام کے دور میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور عالم اسلام کا رقبہ پھیلتا گیا اس طرح عرب کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع ہوا۔مدینہ منورہ اس دور میں علم کا مرکز ہوا کرتا تھا،جہاں پر بڑی تعداد میں حضرات صحابہ اکرام رضی اللہ عنھم اجمعین موجود ہوتے تھے اس کے بعد دوسرا مرکز مکہ مکرمہ تھا[9]۔

"مدینہ اور مکہ کے بعد کچھ دوسرے ممالک اور علاقے بھی علوم اسلامیہ کے مرکز بن چکے تھے، اسی زمانہ میں عراق کے دونوں شہر کوفہ اور بصرہ اسلامی علوم کے اہم ترین مرکز تھے جہاں کثیر تعداد میں صحابہ اور تابعین موجود تھے خاص طور پر کوفہ میں حضرت علیؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیاں بہت زیادہ تھیں، یہاں تقریباً پانچ سو اہل علم راویت تابعین موجود تھے اسکے بعد بصرہ کتاب وسنت اور تفقہ فی الدین کا مرکز تھا او حضرات صحابہ کرام کے تقریباً دو سو اہل علم روایت تابعین موجود تھے۔اس کے بعد شام اور مصر کا درجہ تھا یہاں علمی سرگرمیاں بہت زیادہ تھیں"[10]۔

پاکستان میں دینی مدارس

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ملکِ پاکستان مملکتِ خداد مسلمانوں کو عطاء ہوئی تاکہ اسلام کے صحیح تقاضے

بروئے کار آسکیں۔ عوام نے دل و جان سے اس مقصد کیلئے کوششیں کیں ہر قسم کی قربانیں دیں، دعائیں کیں، کروڑوں مسلمان ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان میں آکر ملک آباد کیا، یقینا ابتدا میں مسلمانوں نے بڑے ایثار سے کام لیا، اپنی تجارتیں ، انڈسٹریز دیگر زرائع معیشت ، اسباب راحت وسکون کو خیر آباد کہا اپنی عبادت گاہیں مسجدیں اور درسگاہیں چھوڑیں علمی ادارے چھوڑے، نشر واشاعت کے اشاعت کے اداروں کو الوداع کہا۔ اللہ تعالیٰ نے وطن ترک کرنے والوں پر احسان فرمایا اس جگہ سے بہتر یہاں مکانات کارخانے عطاء کیے، ارباب خیر نے مسجدیں بنواہیں، اہل علم کو توفیق ملی کہ ہندوستان میں چھوڑی ہوہیں دینی درسگاہوں کے بجائے یہاں پر علمی مراکز ،بڑے بڑے دارالعلوم جامعات اور تعلیم القرآن کے مدارس بنے کتب خانے قائم ہوئے الغرض سندھ کے صحراؤں میں علم ومعرفت کے چشمے پھوٹ پڑے، پنجاب کی وادیوں میں علم دین کی بہار آئی، ملک کے ہر چھوٹے بڑے گاؤں شہر میں قرآن کی تعلیم کیلئے چھوٹے بڑے مدارس کا آغاز ہوا، اگر بمبئی اور گجرات کے تاجر نہ آتے تو یہاں انڈسٹریاں نظر نہ آتی، ارباب علم اور اصحاب ثروت کا طبقہ یہاں نہ آتا تو یہ مدارس اور مساجد بھی یہاں نہ ہوتیں، اگر اہل علم نہ ہوتے تو پاکستان میں قائم ہزاروں مدارس نہ ہوتے یقینا یہ دینی مدارس اور تعلیم گاہیں پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اگر مسلمانان پاکستان کی توجہات اور کوششیں نہ ہوتی تو دین کا وہی حشر ہوتا جو اسپین میں ہوا تھا[11]۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس میں قیام پاکستان کے بعد آج تک ہزاروں مدارس بنے جو اپنے اپنے انداز میں قرآن اور حدیث مبارکہ اور دینی علوم کی خدمت میں مصروف ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت پاکستان میں شرح خواندگی کو کم کرکے حکومت کیلئے بھی معاون بن رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی مختلف مسالک کے دینی مدارس کے قیام کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا لیکن 1960 سے پہلے تمام مدارس الگ الگ تھے ایک ہی مسلک کے مدارس کا بھی آپس میں رابطہ نہیں تھا 1957 کے بعد پاکستان میں مختلف مسالک کے مدارس نے آپس کے اتحاد رابطے کیلئے کوششیں شروع کیں اس طرح کے اتحاد، تنظیم یا دینی بورڈ کا سب سے پہلے آغاز دیوبندی مکتبہ فکر سے ہوا۔ دیوبندی مکتبہ فکر کے مدارس نے 1959 میں اپنے مدارس کو متحد، منظم کرنے کیلئے وفاق المدارس العربیہ کے نام سے ایک بورڈ قائم کیا۔ اسی طرح بریلوی مکتبہ فکر کے مدارس نے اپنے مدارس کو یکجا متحد کرنے کے لئے 1960 میں تنظیم المدارس کے نام سے ایک بورڈ قائم کیا۔ شیعہ مکتبہ فکر نے اپنے مدارس کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کیلئے وفاق المدارس الشیعہ کے نام سے ایک بورڈ قائم کیا جس کی منظوری 1983 میں ہوئی۔ جماعت اسلامی مکتبہ فکر نے اپنے مدارس کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کیلئے 1983 کو رابطۃ المدارس کے نام سے ایک بورڈ قائم کیا۔ اہل حدیث مکتبہ فکر نے اپنے مدارس کو متحد کرنے کے لیے 1978 میں وفاق المدارس السّلفیہ قائم کیا اس کی رجسٹریشن بھی 1983 میں ہوئی۔

اتحاد تنظیمات المدارس کیلئے مولانا سلیم اللہ خانؒ کی کوششیں

مولانا سلیم اللہ خانؒ نے جہاں وفاق المدارس اور ہم مسلک مدارس دینیہ اور جامعات کو اتفاق اور اتحاد کے ایک نظم میں پرو یا اس کے ساتھ انہوں نے دوسرے مکاتب فکر کے مدارس اور جامعات کو مشترکہ مقاصد میں ایک ساتھ چلنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔ مولانا سلیم اللہ خانؒ اپنی انتظامی اور علمی صلاحیتوں کی بناپر نہ صرف وفاق المدارس کی سربراہی بلکہ تحفظ مدارس دینیہ کی تحریک کی قیادت کا استحقاق رکھتے تھے اور انہوں نے اپنے دورانتظام میں مدارس دینیہ کو متحد کرنے اور مطلوبہ اہداف کو حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی اور نہ صرف دیوبند مکتبہ فکر کے مدارس کو ایک لڑی میں پرو یا بلکہ تمام

مسالک کے بورڈوں کو ایک لڑی میں پروکر ایک کامیاب تحریک کا آغاز کیا جو وقت کی ضرورت تھی ۔ چنانچہ تمام مسالک کے وفاقوں کوملاکر اتحاد قائم کیا جس کی سرپرستی کا سہرا بھی وفاق المدارس اور مولانا سلیم اللہ خانؒ کو جاتا ہے۔اگر چہ اتحاد کے حوالے سے اس سے قبل بھی کوشش کی گئیں 1973ء کو علامہ یوسف بنوریؒ وفاق المدارس کے صدر منتخب ہوئے اس عرصہ میں مدارس دینیہ کے وفاقوں کا ایک اتحاد "اتحاد المدارس "کے نام سے قائم ہوا اس اتحاد المدارس کے پہلے صدر مولانا یوسف بنوریؒ منتخب ہوئے اور ناظم اعلی علامہ سید محمود رضوی مقرر ہوئے۔ یہ دور بھی مدارس کے لئے ایک مشکل دور تھا حکومتِ وقت اور دینی مدارس آمنے سامنے تھے حکومت مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے لئے دن رات کوشش کر رہی تھی[12]۔

مفتی محمودؒ جو اس وقت وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے انہوں نے تحفظ مدارس دینیہ کے عنوان سے ایک اجلاس منعقد کیا جس میں اتحاد المدارس سے منسلک نمائندگان کو دعوت دی گئی یہ اجلاس 10 نمبر 1976ء کو دارالعلوم عثمانیہ حنفیہّ روالپنڈی میں منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا عبدالحقؒ جو وفاق المدارس کے نائب صدر تھے انہوں نے کی تھی ۔ اس اجلاس میں اتحاد المدارس کے نمائندگان نے خطاب کیا۔اور اسی اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ پورے پاکستان میں مساجد و دینی مدارس کی آزادی و تحفظ کے حوالے سے پروگرام اور کنونشن منعقد کیے جائیں گے ۔اس اتحاد نے مدارس کے تحفظ کیلئے اہم کردار ادا کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اس اتحاد کی کوششیں ماند پڑ گئیں[13]۔

نومبر 1981ء کو مدینہ یونیورسٹی کے نائب مدیر شیخ عبداللہ الزید نے پاکستان کا دورہ کیا اور سرحد کشمیر کراچی کے مدارس کا دورہ کیا وفاق لمدارس کی جانب سے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر بھی ان کے ساتھ تھے جب ان مہمانوں کا دورہ مکمل ہوا تو 9نومبر 1981ء کو وفاق المدارس نے ان مہمانوں کا شاندار استقبالیہ کا اہتمام کیا تو اس موقع پر شیخ عبداللہ الزید نے کہا کہ مدارس کا اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے لہٰذا مسلک دیوبند کا جو اتحاد ہے اس میں دوسرے مسالک کے لوگوں کو بھی شامل کیا جائے ۔ چنانچہ اس وقت وفاق المدارس نے اپنے اجلاس میں فیصلے کے بعد تمام مسالک کے شمولیت کیلئے خطوط بھیجے مگر دوسرے مسالک کی طرف سے ان کا کوئی جواب نہ آیا۔

اتحاد کیلئے مشترکہ اجلاس

مدارس کیلئے عالمی اور ملکی سطح پر آئے دن مشکلات سامنے آرہی ، ان حالات نے مذہبی راہنماؤں اور مدارس کو اتحاد پر مجبور کیا اس اتحاد کا پلیٹ فارم مہیا کرنے اور سب کو ایک ساتھ چلنے کیلئے مولانا سلیم اللہ خانؒ نے ابتدا کی چنانچہ جولائی 1995 کو وفاق المدارس کے صدر مولانا سلیم اللہ خانؒ نے ایک اجلاس تمام وفاقہائے مدارس کا جامعہ عثمانیہ لاہور میں منعقد کیا اس میں تمام مسالک کے نمائندہ شخصیات نے شرکت کی اس اجلاس میں تنظیموں کے آپس میں رابطے کو مضبوط بنانے پر اتفاق ہوا ہر وفاق سے دو دو آدمی نامزد ہوئے[14]۔

18 دسمبر 1995ء کو مولانا مفتی رفیع عثمانی کی زیر صدارت اس اتحاد کا اجلاس ہوا، اس اجلاس میں کچھ وہ فیصلے جو گذشتہ اجلاس میں طے ہوئے تھے ان کی توثیق کی گئی ،اور ساتھ ہی جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے خلاف حکومتی اقدامات کی مذمت کی گئی ۔اور ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ حکومتی عہدیداروں کی ذہن سازی کے لئے ان سے مسلسل رابطے کیے جاہیں اور بڑے اجتماعات کرکے قوت کا مظاہرہ کیا جائے اسی اجلاس میں صوبائی اور مرکزی کمیٹیاں بنائی گیں ۔اسی اجلاس میں مدارس دینیہ کے اتحاد کا نام

بھی تجویز ہوا جسے "اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ" کہا جاتا ہے۔اس اتحاد میں شامل وفاق درج ذیل تھے :

1. وفاق المدارس العربیہ (دیوبندی مکتبہ فکر)
2. تنظیم المدارس (بریلوی مکتبہ فکر)
3. رابطۃ المدارس (جماعت اسلامی)
4. وفاق لمدارس السّلفیہ (اہل حدیث مکتبہ فکر)
5. وفاق المدارس الشیعہ (شیعہ مکتبہ فکر)

چنانچہ اجلاس میں ان تمام مکاتب فکر نے صدارت کی ذمہ داری مولانا سلیم اللہ خانؒ کے کاندھوں پر ڈال دی کیوں کہ ملک میں سب سے زیادہ مدارس بھی مکتبہ دیوبند ہی کے تھے اور مولانا سلیم اللہ خانؒ کی شخصیت ایسی تھی جس پر سب اعتماد کرتے تھے۔اس اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کے پہلے صدر مولانا سلیم اللہ خانؒ نامزد ہوئے جبکہ ناظم اعلیٰ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان مفتی منیب الرحمان تھے ترجمان و معاون خصوصی مولانا حنیف جالندھری ناظم مالیات مولانا ڈاکٹر یاسین ظفر منتخب ہوئے[15]۔

13 مارچ 1996 کو مرکزی حکومت کی جانب سے ایک بیان سامنے آیا کہ حکومت نے دینی مدارس کو سیکنڈری بورڈز کے ساتھ منسلک کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس بیان کے سامنے آنے کے بعد اتحاد تنظیمات المدارس نے حکومت کے اس بیان پر شدید احتجاج شروع کیا۔5جولائی 2001 کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں جس میں اتحاد تنظیمات المدارس کے تمام نمائندوں نے شرکت کی اس اجلاس میں حکومت کے مدارس آرڈی ننس پر غور کیا گیااور متفقہ طور پراسے مسترد کردیا،اسی اتحاد تنظیمات المدارس ایک اجلاس جامعہ فریدیہ اسلام آباد میں 24جولائی 2002 کو منعقد ہوا،اس اجلاس کے اختتام پر یہ فیصلہ کیا گیاکہ مدارس کی حریت و آزادی کے تحفظ کیلئے باقاعدہ تحریک تحفظ مدارس دینیہ شروع کی گئی اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ نے مولانا سلیم اللہ خانؒ کی سرپرستی میں ایک تحریک کاآغاز کیا جس کا مقصد پاکستان میں قائم دینی مدارس کا تحفظ ودفاع تھااس تحریک کی بھی سرپرستی مولانا سلیم اللہ خانؒ فرمارہے تھے۔ تحریک تحفظ مدراس دینیہ اصل میں اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کا نتیجہ تھی،یعنی اتحاد تنظیمات المدارس کادوسرانام تحریک تحفظ مدارس دینیہ تھا[16]۔

چنانچہ درج بالا تحقیق سے یہ معلوم ہواکہ اس اتحاد یا تحریک نے مختلف کنوشن اور سمینار اور جلسوں کاآغاز کیااوراپنے مؤقف کو اچھے انداز میں حکومت کے سامنے رکھا پاکستان میں اس وقت تمام مسالک کے علماء کاایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا کسی معجزے سے کم نہیں تھالہٰذاجب یہ علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگے جنہوں نے متحدہ ہو کر مولانا سلیم اللہ خانؒ کی قیادت پراتفاق کیااور مدارس کے تحفظ کیلئے منظّم انداز میں ایک تحریک کاآغاز کیا جس تحریک نے دینی علمی حلقوں پر معاشرے پر ریاستی اور حکومتی سطع پر مثبت اثرات مرتب کیے۔

اتحاد تنظیمات المدارس و تحریک تحفظ مدارس کے مختلف کنونشن

اتحاد تنظیمات المدارس اور تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے ملک سطح پر مدارس کے تحفظ میں مختلف اجتماعات کنوشن اور پروگرام کرنے کا فیصلہ کیا جس کا مقصد اپنی قوت کا مظاہرہ کرکے حکومت پر دباؤ ڈالنا تھا تاکہ وہ مدارس کے خلاف اپنے مذموم خیالات سے باز آجائے۔ان کنوشنوں نے حکومتی سطح پر دباؤ ڈالا جس کی وجہ سے حکومت اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکی یہ

کنوشن درج ذیل جگہوں پر خاص کر بڑی تعداد میں منعقد کیے گے تھے :

1. 28جولائیء1995 بمقام جامعہ اشرفیہ۔
2. 18دسمبر1995ء بمقام جامعہ فاروقیہ کراچی۔
3. 6جنوری1996ء بمقام جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی۔
4. 5جولائی2001ء بمقام جامعہ اشرفیہ لاہور۔
5. 10جون2003ء بمقام جامعہ اشرفیہ۔
6. 8دسمبر2003 بمقام جامعہ نعیمیہ لاہور۔
7. 12مارچ2005ء بمقام وزارت مذہبی امور۔
8. 4رجب2005ء بمقام رہائش گاہ میاں نعیم الرحمان لاہور۔
9. 9جولائی2009ء بمقام شارع قائد اعظم لاہور۔
10. مئی2010ء بمقام جامعہ فاروقیہ کراچی۔
11. 16فروری2015ء بمقام جامعہ الخیر لاہور
12. یکم مارچ2015ء بمقام جامعہ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور[17]۔

اس کے ساتھ 6 جنوری 1996ء کو کراچی میں تحفظ مدارس کنونشن منعقد ہوا اور 6مارچ 1996ء کو اتحاد تنظیمات المدارس پاکستان کی وفاقی وزارت تعلیم کے ساتھ میٹنگ ہوئی جس میں دینی مدارس کی تحتانی اسناد کا معادلہ اصولی طور پر تسلیم کیا گیا اور مدارس دینیہ کی موجودہ آزاد حثیت کو بھی تسلیم کرلیا گیا،اس کے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ دینی مدارس کے بورڈ اپنے نصاب میں چار لازمی مضامین انگلش،اردو مطالعہ پاکستان، جنرل سائنس کو شامل کریں گے[18]۔

26جنوری 2001ء کو اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کی وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کے ساتھ ایک میٹنگ کی جس میں دینی مدارس کے مسائل کے حوالے سے غور وحوض ہوا[19]۔

اتحاد تنظیمات المدارس کے رہنماؤں کا دورہ برطانیہ

2006 میں اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کے راہنماؤں جن میں مولانا سلیم اللہ خانؒ مولانا مفتی منیب الرحمان،ڈاکٹر عطاء الرحمان،مولانا قاری حنیف جالندھری کے علاوہ اہلحدیث اور شیعہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مدارس کے ذمہ دران اور حکومتی عہدیدار بھی شامل تھے.برطانیہ کے دورے پے وہاں پہنچے تو برطانوی وزارت خارجہ نے پاکستانی وفد کے سامنے اپنے مقاصد اور اہداف کھل کر بیان کیے اور کہا کہ.برطانیہ نہ تو دینی مدارس سے متنفر ہے اور ہی اس حق میں ہے کہ انہیں بند کردیا جائے اگر اس حوالے سے کوئی سوچ اپنائی گئی ہے تو وہ پاکستان حکومت کی اپنی سوچ ہے.برطانوی حکومت کی خواہش صرف اتنی ہے کہ کوئی مدرسہ دہشت گردی کا مرکز نہ بنے۔نیز دوسروں کے مؤقف کے حوالے سے تحمل رواداری کے منافی کوئی طرز عمل کسی مدرسے سے سامنے نہ آئے،اس موقع پر تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے واضح الفاظ میں اپنا مؤقف.برطانیہ کی حکومت اور مختلف تعلیمی اداروں کے سامنے رکھا اور کہا کہ اعلیٰ دینی تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام اور قرآن وسنت سے مضبوطی سے وابستگی

برقرار رکھنا انسانی سوسائٹی کو اچھے باکردار افراد مہیا کرنا دینی مدارس کا بنیادی اور اہم مقصد ہے۔ دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق تمام دینی مکاتب فکر کے وفاقوں نے انگریز تعلیم بطور زبان، کمپیوٹر، جنرل سائنس، تاریخ، جغرافیہ مطالعہ پاکستان کو بھی نصاب میں شامل کیا ہے۔[20]

حکومت اور تحریک تحفظ مدارس دینیہ کا مدارس رجسٹریشن معاہدہ

اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ نے حکومت سے متواتر مذاکرات شروع کیے 22 ستمبر 2005ء کو مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے ایک معاہدہ طے پایا جس میں درج ذیل باتیں شامل تھیں۔

تمام دینی مدارس خواہ کسی نام سے پکارے جائیں ان کے قیام کے بعد ایک سال کے اندر انہیں سوسائٹیز ایکٹ 1860ء کے تحت رجسٹرڈ کرانا ہوگا۔

ہر رجسٹرڈ مدرسہ اپنے سالانہ حسابات کی آڈٹ کی کاپی رجسٹرار کے پاس جمع کرائے گا۔

ہر ایک دینی مدرسہ رجسٹرار کو سالانہ تعلیمی رپورٹ پیش کرے گا۔

دفعہ نمبر 21 کے تحت اس بات کی ممانعت نہیں ہوتی کہ مدرسے کے نصاب میں تقابل ادیان مختلف مکاتب فکر کے نقطہ ہائے نظر کا علمی جائزہ یا کسی بھی ایسے موضوع کی تحقیق پڑھائی جائے۔

ایک ادارے کے متعدد کیمپس کے لئے ایک ہی رجسٹریشن کافی ہوگی[21]۔

17 اکتوبر 2010ء کو حکومت اور اتحاد تنظیمات المدارس پاکستان کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس میں مدارس کے نصاب میں عصری مضامین کو شامل کرنے پانچوں وفاقوں کو تعلیمی بورڈ کی مستقل حیثیت دینے۔ مدارس رجسٹریشن اور معلومات کی فراہمی سے متعلق کئی نکات پر اتفاق کیا گیا۔

تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ نائن الیون اور پھر پشاور کے سانحہ کے بعد مدارس دینیہ عالمی ایجنڈے پر آگے۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا مدارس کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈے شروع کیے۔ نیشنل ایکشن پلان کے ذریعہ دینی مدارس کو ہراساں کرنے کی کوشش کی گئی تاہم مولانا سلیم اللہ خانؒ کی قیادت میں وفاق المدارس اور اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے اتحاد اتفاق کے ساتھ مدارس دینیہ کے تحفظ وبقاء کے لئے بھرپور کردار ادا کیا اس اتفاق کی برکت سے یہ تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے ثابت قدمی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا اور بالآخر سرخرو بھی ہوئے۔

نائن الیون کے بعد مسلم ممالک کے سیاسی معاشرے میں ایک ایسی بدنظمی اور تقسیم کا شکار ہوئے کہ لاینڈ آڈر ایک گھمبیر مسئلہ بن گیا، اس بے چینی اور تقسیم نے نئے مسائل کو جنم دیا پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک میں ایسی تنظیمیں سامنے آئیں جن کے مقاصد اور اہداف کا ہی پتہ نہیں اکثر اسلامی ممالک کسی نہ کسی خلف شار کی زد میں ہیں جو ان پر باہر سے مسلط کی گئی ہے[22]۔

نائن الیون کے اس سانحہ کے بعد پوری دنیاء میں مسلمان دہشت کی علامت سمجھے جانے لگے مختلف ممالک کی حکومتوں نے بے گناہ مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے۔ مسلمانوں اور دینی مدارس کے خلاف عالمی میڈیا کو استعمال کرنا شروع کردیا، مغربی طاقتوں نے میڈیا کے ذریعے علماء اور مدارس کو نشانہ بنایا، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے شور شرابا کیا جانے لگا کہ یہ طالبان اور القاعدہ مدارس کی پیداوار ہیں، امریکہ نے مقامی حکومتوں کے ذریعے مدارس پر کڑی نظر رکھنے کا مطالبہ

کیا۔ نائن الیون کے بعد مسلم ممالک پر ذور دیا کہ مدارس کے نصاب تعلیم کو تبدیل کیا جائے، نصاب میں موجود وہ آیات جو جہاد اور یہود و نصاریٰ کے حوالے سے ہیں ان کو نکال دیا جائے [23]۔

نائن الیون کے بعد پاکستانی حکومت نے امریکہ کے دباؤ پر نصاب میں تبدیلی کا کام شروع کر دیا جس پر امریکی صدر بش نے 2فروری 2005ء کو امریکی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان میں نصاب تعلیم میرے کہنے پر تبدیل کیا گیا۔ میں نے پرویز مشرف سے بات کی تھی، اس کے بعد میرا تعارف زبیدہ جلال سے کروایا گیا، صدر مشرف کی حمایت کے بعد پاکستان کے نظام تعلیم میں ان کی بہتری کیلئے اقدامات کیے گے [24]۔

مئی 2004ء میں پھر اسی زبیدہ جلال سابقہ وزیر تعلیم نے کہا تھا کہ بیالوجی کی کتاب میں قرآنی آیات کا کیا کام ہے، اگر سیرت محمد ﷺ کے سامنے اگر کتے کی تصویر آگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے [25]۔

نائن الیون کے بعد دنیاء میں جہاں کئیں بم دھماکہ ہوتا یا تشدُد یا تخریب کاری کا واقعہ پیش آتا اسے اسلامی دہشت گردی سے جوڑنے کی کوشش کی گئی۔ نائن الیون کے بعد صدر بش نے خود کُھل کر کہا کہ اب ہمارا مقابلہ اسلام اور اسلامی بنیاد پرستی سے ہے۔عالمی میڈیا نے اسلام کے خلاف کُھل کر بحث مباحثوں کا آغاز کیا مسلمانوں اور دینی مدارس کے خلاف جھوٹی خبریں شائع کیں اور مسلمانوں کے خلاف فلمیں بنائیں۔امریکی کانگریس کی امور خارجہ کمیٹی کی سابقہ سربراہ ریڈ رائس ایوان نمائندگان کی خارجہ کمیٹی کے اجلاس میں کہا کہ " پاکستان کے اندر چلنے والے ہزروں دیوبندی مدارس نفرت کا پیغام پھیلا رہے ہیں، ہم پاکستان کے ساتھ مضبوط شراکت داری کے حق میں ہیں تاہم امریکی پالیسوں میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ نئی پالیسی میں ایک بات یہ ہوسکتی ہے کہ جو پاکستانی اہلکار شدت پسندی سے منسلک اداروں کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں ان پر معاشی پابندیاں لگائی جائیں [26]۔

نائن الیون کے بعد پاکستان کے دینی مدارس کو بہت مسائل اور چیلنجز کا سامنا کرنا پڑھا جن میں ایک یہ ہے کہ مدارس کے جداگانہ تشخص اور آزادانہ کردار کو برداشت نہیں کیا جارہا اس لئے عالمی اور ملکی طاقتیں ایک عرصہ سے اس تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ مدارس کا یہ جداگانہ اور آزادانہ تشخص قائم نہ رہے، یا تو اجتماعی دھارے میں لیکر ان کے اس سسٹم کو ختم کیا جائے یا جدید علوم بالخصوص سائنس اور ٹیکنالوجی کو نصاب شامل کرکے ان کے اس خالص دینی تعلیم کے نصاب کو ختم کیا جائے ۔مدارس کو درپیش دوسرا بڑا چیلنج عالمی میڈیا اور ذرائع ابلاغ ہیں۔میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مدارس کی کردار کشی بڑے منظّم انداز میں پیش کرتے ہوئے مدارس کی انتہائی مکروہ تصویر پیش کی جاتی، جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ پاکستان میں آزاد مدارسِ دینیہ کا ایک ایسا جال موجود ہے جسے ختم کرنے کیلئے مدتوں سے اسلام دشمن قوتیں منصوبے بنانے میں مصروف رہیں ہیں [27]۔

نائن الیون کے بعد امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کی باتیں شروع کردیں، جس کے کچھ خاص مقاصد تھے ایک مقصد اسلامی ممالک کے علماء طلباء کو بدنام کرنا۔ قرآن میں موجود آیاتِ جہاد اور اس کی تعلیم کو دہشت گردی سے منسلک کرنا۔ پاکستان کے اندر لسانی یا فرقہ ورانہ یا دہشت گردانہ فسادات کرانے سے امریکہ کا پہلا مقصد دستور پاکستان کی شرعی حثیت کا خاتمہ کرکے سیکولر نظام کا تشکیل دینا۔اسلام دشمن طاقتوں کا مطالبہ بالخصوص 11/9 کے بعد زیادہ زور پکڑ گیا ہے کہ اسلامی

جمہوریہ پاکستان کو عوامی جمہوریہ پاکستان بنایا جائے دستور پاکستان کی شرعی حثیت کو ختم کرکے سیکولر نظام تشکیل دیا جائے [28]۔

نائن الیون کے بعد پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے حوالے سے اور رتوعین سالت محمد ﷺ کے حوالے سے جو قانون ہے اسے بھی تبدیل کرنے کیلئے دباؤ ڈالا گیا، اور سیکولر لوگوں کی کوشش تھیں کہ پاکستان کی دستور کی آرٹیکل 63/62 کو بھی ختم کیا جائے اور دستور پاکستان کی آرٹیکل 41 میں صدر کی عمر 45 سال اور مسلمان ہو ناضروری ہے کو بھی ختم کرنے کی کوشش کی گئی تاہم امریکہ میں نائین الیون کے واقعہ کے بعد دنیامیں اور بالخصوص پاکستان میں جو قومی پالیسی کی تعمیر ڈھائی گئی اس کے ملبے تلے بڑے بڑے مضبوط نظریات کے لوگ بھی دب کررہ گے بڑے بڑوں نے اپنی پالیساں تبدیل کیں ایسے ماحول میں ہر وہ مسلمان جو احساس رکھتا تھا اسے دینی مدارس کی فکر تھی کیوں کہ کہا جارہا تھا کہ سقوطِ طالبان کے بعد اب سقوطِ مدارس کامرحلہ دشمنوں کی منزل ہے [29]۔

نائن الیون کے بعد پاکستانی حکومت نے بھی مدارس کے خلاف پالیسیاں شروع کردیں۔ اہل مدارس کیلئے ایک پرشانی ختم ہونے کے بعد دوسری شروع ہو جاتی تاہم ان تمام پرشان کن مراحل میں تمام مدارس نے حالات کاڈٹ کر مقابلہ کیا۔ نائن الیون کے بعد غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے مدارس کو مختلف بہانوں سے تنگ کرنا شروع کردیا۔ 2002 میں حکومت نے مدارس کی شہادۃ العالمیہ کی سند پر جو ایم اے عربی ایم اسلامیات کے برابر ہے اس پر اعتراض کرکے اس کو متنازع بنانے کی کوشش کی حالانکہ اس سند کو جنرل ضیاء الحق کے دور میں 17 نومبر 1982 کو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ایک نوٹیفکیشن کے تحت ایم اے عربی ایم اے اسلامیات کے مساوی ہونے کا اعلان کیا تھا جبکہ 2002 میں آکر کہاجاتا ہے کہ یہ سند الیکشن کمیشن کے عائد کردہ بی اے کی شرائط کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی پھر یہ معاملہ الیکشن کمیشن نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کو بھیجا تو اس نے کہا کہ یہ سند ہمارے پاس 1982 سے ایم اے عربی واسلامیات کے مساوی ہے لہٰذا اس کے حاملین الیکشن میں حصہ لے سکتے ہیں [30]۔

2002 میں دینی مدارس کیلئے ایک آرڈی نینس جاری ہوا، جیسے سوسائٹی رجسٹریشن ترمیمی آرڈیننس 2005ء کہا جاتا ہے، 1860ء کے سوسائٹی ایکٹ کے 20 کے بعد اکیسواں سیکشن دینی مدارس کی رجسٹریشن کے حوالے سے شامل کیا گیا، جس میں یہ بھی شامل تھا کہ ہر دینی مدرسہ اپنی دینی سرگرمیاں اور کارکردگی کی رپورٹ سالانی بنیاد پر رجسٹرار کے حوالے کرے گا اس ایکٹ کو لاکر مدارس کی حریت اور آزادی کو مفلوج کرنا تھا [31]۔

مغربی تھینک ٹینکس کی رپورٹس

امریکہ کی سابقہ وزیر دفاع رمسفیلڈ کا حنیف جالندھری ایک تحریر کا زکر کرتے ہیں جو اُس وزیر دفاع نے اپنے معاون افسروں کے نام لکھی " دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ کی کامیابی ان دینی اداروں کے خاتمہ کے بغیر ممکن نہیں، دیگر جاری کاروائیوں سے پانچ دس برس کے لئے وقتی اطمینان ہو سکتا ہے، لیکن اس کے بعد پھر نئی دشت گرد جماعتیں ظاہر ہوں گی، اس لئے دہشت گردی کے ہمیشہ خاتمہ کی ابتدا تعلیم کے ابتدائی مراحل نصاب تعلیم کی ترمیم و تبدیلی سے ہونا چاہئے فی الوقت اہم ترین بات نصاب ہائے تعلیم کے ان اجزاء کو بدلنا ہے جو یہود اور مغربی دنیا سے نفرت پر ابھارتے ہیں اور جن میں موجود مواد دہشت گردی کے عملی اقدام پر اکساتا ہے " [32]۔

"اسلامی دینی مدارس لاکھوں مسلم بچوں کو انتہا پسندانہ دینی تعلیم پر ابھارتے اور دہشت گردی سکھاتے ہیں، اس لئے ان کی سرگرمیوں پر روک لگانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ان کے مالی بجٹ کی حد مقرر کی جائے، لیکن اس سے بہتر ذریعہ یہ ہو گا کہ

مقامی طور پر ان مدارس کے مخالف افراد ،رجحانات اور اداروں کو تقویت اور مدد پہنچائی جائے تاکہ وہ انتہاپسندی کے سرچشموں کا مقابلہ کر سکیں"[33]۔

جناب خالد رحمٰن انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد کے مطابق امریکی سینٹ کی نائن الیون پر مقررہ کمیٹی نے اپنی 28 سفارشات پیش کیں جن میں 26 سفارشات میں اس حکمت عملی کی طرف اشارہ کیا گیا کہ " تعلیمی اور ابلاغی زرائع سے امت مسلمہ کے ذہن اور روح کو تبدیل کرنا ہے پُرامن ذہنی وروحانی انقلاب لانے کا منصوبہ امریکی تھینک ٹینکس کی تجویز پر بنایا گیا ہے۔ایک تجاویز یہ ہے کہ تعلیم و تعلم سے وابستہ افراد کے متعلقہ افراد ،صحافیوں اور دیگر افراد کو بلا کر امریکہ بلا کر مہمان داری اور علمی نشتوں کے ذریعہ ان پر اثراانداز ہوا جائے ،امریکی اقدار و ثقافت کو تعلیم اور تعلیمی وظائف کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دل ودماغ میں اتار دیا جائے"[34]

دوسرے نمبر پر مسلمانوں کو چار بڑے گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے جس میں روایت پرست ، بنیاد پرست ، سیکولر اور جدت پسندی میں تقسیم کرکے ان کے لئے الگ الگ حکمتِ عملی طے کی گئی۔ان میں سیکولر افراد کی حمایت ،ان کو وسائل فراہم کرکے انہیں نجات دہندہ کا پروجیکٹ دیا جائے گا۔ساتھ طے ہوا کہ ہر فرد کی قدر وقیمت کے لحاظ سے اس کی حمایت کی جائے اور وسائل دیئے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ روایت پسند گروہوں کو ابھی اس غرض کے ساتھ حمایت فراہم کی جائے کہ وہ بنیاد پرستوں کا قلع قمع کریں۔اس کے علاوہ اس کمیٹی نے ایک مشورہ یہ بھی دیا کہ ان جدت پسند حضرات سے نصابی کتب لکھوائی جائیں اور ان کتب کے اخراجات میں حصہ بٹاتے ہوئے ارزاں قیمت پر طلباء کو فراہم کی جائیں ،جدید اسلام کو جو مغرب کے لئے قابل قبول ہو عوام الناس تک لے جایا جائے[35]۔

پاکستان کے دینی مدارس نائن الیون کے بعد خاص کر عالمی ایجنڈے پر آگے ،دہشت گردی، قتل وغارت،فرقہ ورایت کی ہر وردات کو مدارسِ دینیہ کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی گئی ،مدارس کی رجسٹریشن ہو یا غیر ملکی طلباء کا مسئلہ ہو ،دینی مدارس کی کردار کشی ،مدارس کے نصاب تعلیم و نظام تعلیم کو متنازعہ بناکر سامنے لایا گیا چنانچہ ایسے وقت میں مولانا سلیم اللہ خانؒ نے سوچاکہ موجودہ دور تنہائی کا نہیں ایسے حالات میں وفاق المدارس العربیہ دوبندی مکتبہ فکر کے ساتھ دوسرے مکاتب فکر جن میں بریلوی مکتبہ فکر کا بورڈ تنظیم المدارس۔جماعت اسلامی مکتبہ فکر کا بورڈ رابطۃ المدارس۔اہل حدیث مکتبہ فکر کے بورڈ وفاق المدارس السّلفیہ۔اور شیعہ مکتبہ فکر کے بورڈ وفاق المدارس الشیعہ کو ساتھ لیکر چلنے کی ضرورت ہے چنانچہ ان تمام وفاقوں کے مرکزی راہنماؤں کے ساتھ ملاقاتیں کرکے ملکی حالات کا یک جان ہو کر مقابلہ کرنے کیلئے ان تمام مکاتب فکر کا اتحاد 1973ء میں مولانا یوسف بنوریؒ کی سرپرستی میں بنا تھا جس میں دیوبندی مکتبہ فکر ،بریلوی، شیعہ ،اہل حدیث ،جماعت اسلامی سب شامل تھے جبکہ 2001 میں اس اتحاد کو مذید فعال بناکر اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ کا نام دیا گیا۔اس کے صدر مولانا سلیم اللہ خانؒ منتخب ہوئے اور ملکی تاریخ میں پہلی بار ایک شخصیت جس پر کسی مکاتب فکر کو اعتراض نہیں تھا سب متفق تھے وہ مولانا سلیم اللہ خانؒ کی شخصیت تھی۔اس طرح اس اتحاد میں شامل مدارس اس کے علاوہ وہ مدارس جو کسی وفاق میں شام نہیں جیسے تبلیغی جماعت کے مدارس ان کو بھی ساتھ شام کرکے ایک ملک گیر تحریک تحفظ مدارس دینیہ کا اعلان کیا گیا جس کی سرپرستی مولانا سلیم اللہ خانؒ فرمارہے تھے[36]۔اس تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے مدارس کا مؤقف عالمی اور ملکی سطع صاف واضح انداز میں پیش

کیا۔ حکومت کا یہ مؤقف تھا کہ ملک میں ہونے والی دہشت گردی میں دینی مدارس ملوث ہیں۔27دسمبر 2001 کو تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے سربراہ مولانا سلیم اللہ خان نےؒ اس کا جواب صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کو دیتے ہوئے کہا کہ مدارسِ دینیہ کے ذمہ دران فرقہ ورانہ دہشت گردی کی ہمیشہ مذمت کرتے رہے ہیں۔چاہئے وہ دہشت گردی لسانی ہو مذہبی یا علاقائی ہو کیونکہ دہشت گردی ملک کی یکجہتی معاشرتی ترقی امن اور سکون اور معاشی ترقی لئے زہر قاتل ہے۔آپ نے کہا کہ پاکستان میں فرقہ ورایت کو ہوا دینے میں اہل مذہب سے زیادہ بیرونی تخریبی لوگ اور ایجنسیوں کا کردار رہا ہے۔پاکستان میں عدم برداشت کی یہ فضاء گزشتہ بارہ سال سے پیدا ہوئی ہے جبکہ مدارس ڈیڑھ سو سال سے دین کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ نے کہا کہ فرقہ ورایت کو مدارس کی پیداوار کہنا سراسر خلاف واقع ہے [37]۔

آپ نے حکومت پر واضع کرتے ہوئے کہا کہ اتحاد تنظیمات المدارس نے بارہا یہ کہا کہ اگر حکومت کسی مدرسہ کو دہشت گردی میں ملوث سمجھتی ہے تو ٹھوس ثبوت کے ساتھ اسے منظر عام پر لائے ہم حکومتی کروائی سے پہلے اس خلاف سخت تادیبی کاروائی کریں گے ،مگر ابھی تک حکومت نے کسی ادارے کے متعلق ٹھوس ثبوت نہیں دیئے جس کا مطلب یہ ہے کہ مدارس دینیہ کا دامن ہر ایک دہشت گردی سے صاف ہے [38]۔

پاکستان میں جتنے بھی خود کش حملے ہوئے ہیں ان میں کوئی ایک بھی پاکستان کے کسی مدرسے کا طالب نہیں تھا۔تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے سربراہ مولانا سلیم اللہ خانؒ نے جب اپنا موقف حکومت وقت اور صدرِ پاکستان کے سامنے رکھا تو 27دسمبر 2001 میں صدر پاکستان نے آپ کو یقین دلایا کہ ہم کسی مدرسہ کے خلاف ٹھوس ثبوت اور اس کے متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی کاروائی نہیں کریں گے۔ تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے حکومتِ وقت کو یہ باور کرایا کہ جس طرح اس وطن کی مٹی پر کسی جرنل ،کرنل، کسی وزیر اعظم وزیر اعلیٰ یا کسی دوسرے فرد کا حق ہے اسی طرح اس سرزمین پر پوری آزادی اور اسلامی تشخص کے ساتھ ایک حافظ قرآن ،ایک عالم ،ایک دینی جدوجہد کے علمبردار ،ایک مبلغ ،ایک مسلمان کا بھی حق ہے۔اس ملک کا مفاد اس کا تحفظ اس کی ترقی ان سب کو زیادہ عزیز ہے جس طرح باقیوں کو ہے تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے واضع کیا کہ دینی مدارس کی آزادی اور خود مختیاری ہماری اولین ترجیح ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان اکابر علماء کی قربانیوں سے ہمیں ملا، یہ اسلام کا قلعہ ہے اور اسلام پاکستان کا مقدر ہے، ہم تصادم پر یقین نہیں رکھتے۔مذاکرات کے ذریعہ کھلے دماغ سے ایک دوسرے کی بات کو سنا جائے ، بیرونی دباؤ کو بالاطاق رکھتے ہوئے تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے موقف کو سنا جائے دینی مدارس کا ایک ایک بچہ پاکستان کا مخلص اور وفادار ہے، ہم پاکستان کے چپہ چپہ کو مسجد کی طرح مقدس سمجھتے ہیں، ہماری درس گاہیں وطن سے محبت اور اسلام سے محبت کا درس دیتی ہیں، الزام محض الزام ہوتے ہیں ان سے نہ تو حقائق تبدیل ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مسخ [39]۔

اس طرح تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے اپنے سفر کا آغاز شروع کیا اور حکومت کی جانب سے 18اگست 2001 میں جس ماڈل دینی مدارس کا آرڈیننس جاری کیا تھا اس پر تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے 27اگست 2001 جامعہ اشرفیہ میں ایک اجلاس میں اسے مسترد کرتے ہوئے اپنے ایک متفقہ فیصلے سے حکومت کو اگاہ کرتے ہوئے لکھا کہ ہم مدارس دینیہ اور جامعات کی آزادی اور خود مختاری کا ہر صورت دفاع کریں گے۔چاہے وہ مالی خود مختاری ہو، نظام تعلیم ، نصاب تعلیم ہو یا انتظام تعلیم ہو اس میں کسی بھی قسم کی دخل اندازی چاہے وہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہو ہم اسے مسترد کرتے ہیں [40]۔

تحقیق سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ تحریک تحفظ مدارس دینیہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئی اور آج تک حکومت پریشان رہی اور حکومت نے جو ماڈل دینی مدارس شروع کیے وہ بھی سب کے سامنے ہیں اتنے سالوں میں صرف تین مدارس کا انتظام سنبھالے ہوئے ہیں اس میں بھی پریشانی ہے طلباء کے رہائش خوارک کے لئے جو سالانہ بجٹ دیا جاتا ہے وہ بہت کم ہوتا ہے اور اس ماڈل مدارس بورڈ جو دینی مدارس کو شکنجے میں کسنے کا منصوبہ تھا وہ قصہ پارینہ بن چکا ہے۔

غیر ملکی طلباء کا اخراج

اسی دوران حکومت کی جانب سے ایک اور فیصلہ کیا گیا کہ غیر ملکی طلباء جو پاکستان کے مدارس میں زیر تعلیم ہیں ان کو واپس کیا جائے اس پر تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے حکومت پر زور دیا کہ یہ بات پوری دنیا میں مسلم اصول ہے کہ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی مکمل آزادی اور خود مختاری سے گزارے کسی بھی شخص کو چاہے وہ کتنا ہی بااختیار ہو اور بالاتر ہو اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے معاشی اور معاشرتی تہذیبی تعلیمی یا مذہبی حق کو غصب کرنے کی کوشش کرے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی بیرونی طاقت کو خوش کرنے کیلئے صرف پروپگنڈے کی بناپر کسی کو بنیادی حق تعلیم سے محروم کیا جائے[41]۔

دنیا میں تعلیم کے لئے کیا کچھ کیا جارہا ہے ناخواندگی کو ختم کرنے کیلئے اقدامات کیے جارہے ہیں، حکومتیں مفت میں تعلیم کے پروگرام چلارہی ہیں گھر گھر جاکر والدین کو راضی کیا جارہا ہے کہ بچوں کو کام کروانے کے بجائے سکول میں بھیجو تعلیم کیلئے مختلف یونیورسٹیاں جامعات وظائف اور سکالرشپ دے رہی ہیں، جبکہ ہماری حکومت فیصلہ کررہی ہے کہ غیر ملکی طلباء کو ملک بدر کیا جائے[42]۔

پاکستان سے تعلیم حاصل کرکے باہر جانے والے مختلف اسلامی ممالک کے طلباء وہاں پر پاکستان کی طرف سے غیر رسمی سفیر کا کردار بھی ادا کرتے تھے مختلف ممالک میں وہ طلباء اسلامک سنٹر چلاکر صحیح معنوں میں اسلام کے متعلق پیدا ہونے والی غلط فہمیاں دور کرکے اسلام صحیح کی تصویر پیش کرتے تھے ان تمام کاموں کا کریڈٹ پاکستان کو جاتا تھا۔ان کے پاس پاکستان میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کا قانونی جواز بھی تھا باقاعدہ تعلیمی ویزہ پر وہ پاکستان میں تعلیم حاصل کرتے مگر پھر بھی حکومت پاکستان نے مدارس میں پڑھنے والے غیر ملکی طلباء کے اخراج کا یہ فیصلہ عقل، قانون،اور اخلاقی طور پر بالکل منافی کیا ہے[43]۔

تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے واضع کیا کہ اس فیصلہ سے ہمارے حریف فاہدہ اٹھائیں گئے تو ایسا ہی ہوا جس دن پاکستانی حکومت نے اعلان کیا کہ کہ غیر ملکی طلباء پاکستان کو چھوڑ دیں اسی دن بھارت نے یہ اعلان کردیا کہ وہ طلباء جن پر پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے پر پابندی لگ گئی ہے ہمارے دروازے ان کیلئے کھلے ہیں ہم باڈرز اور ایئر پورٹ پر ہی ان کو ویزہ جاری کردیں گے[44]۔

تحریک تحفظ مدارس دینہ کے اثرات

خوف کا خاتمہ

تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے دینی حلقوں پر مرتب ہونے والے اثرات سے محقق کو جو چیز نظر آئی کہ کچھ سالوں سے دینی حلقوں پر بہت خوف طاری ہوچکا تھا،مدارس کے مہتمم ہوں یا مدارس میں پڑھانے والے اساتذہ سب ہی پریشان تھے بالخصوص امریکہ میں نائن الیون کے حملے کے بعد اس پریشانی میں مذید اضافہ ہوگیا،کیوں کہ اس حملے کے بعد مغربی میڈیا اور

مغرب کا رُخ مسلمان اور خاص کر دینی مدارس کی طرف ہوگیا۔مدارس پر دہشت گردی، بنیاد پرستی کا الزام لگایا گیا مدارس کے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو نشانہ بنایا گیا، مذہبی جماعتوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا دینی مدرسہ کا کوئی مہتمم سکون کے ساتھ اپنے مدرسے کے نظام کو نہیں چلا سکتا تھا، کوئی مدرس سکون کے ساتھ تدریس نہیں کر سکتا تھا ہر وقت یہ پریشانی ہوتی تھی کہ کس وقت مدرسے کا گھراؤ کیا جائے گا کس وقت کون سے استاد کو اٹھا لیا جائے گا۔ لیکن پاکستان میں قائم ایک دینی بورڈ وفاق المدارس اور اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خانؒ نے حالات کو دیکھتے ہوئے باقی چاروں وفاقوں کو ایک ساتھ ملا کر تحریک تحفظ مدارس دینیہ کا آغاز کیا۔

مولانا سلیم اللہ خان اپنی انتظامی اور علمی صلاحیتوں کی بنا پر نہ صرف وفاق المدارس کی سربراہی کی بلکہ تحفظ مدارس دینیہ کی تحریک کی قیادت بھی سنبھالی اور انہوں نے اپنے دور انتظام میں مدارس دینیہ کو متحد کرنے اور مطلوبہ اہداف کو حاصل کرنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔ چنانچہ مولانا سلیم اللہ خانؒ کی قیادت میں اس تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے مغربی میڈیا اور دانشوروں کا منہ توڑ جواب دیا مغربی ایجنڈے کو مسترد کرتے ہوئے مدارس کے دفاع کیلئے جب میدان میں اترے تو اب ان کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ان کے ساتھ تنظیم المدارس، رابطۃ المدارس، وفاق المدارس السّلفیہ، وفاق المدارس الشیعہ اور ان کے علماء بھی میدان میں تھے اس طرح سب نے جب یک جان ہو کر تحریک شروع کی تو وہ مدارس جو کل تک خوف زدہ تھے ان کی جانوں میں جان آگئی۔ وہ مدارس کے اساتذہ جو ہر وقت پریشان حال تھے ان کی پریشانی کا سدباب ہوا، انہیں معلوم ہوگیا کہ اب ان کے پیچھے ایک بڑی تنظیم کھڑی ہے، ان کے پیچھے مولانا سلیم اللہ خان کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے اہل علم کی ایک کثیر تعداد موجود ہے اب مدارس پر یا کسی استاد پر اتنا آسانی سے ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا۔

جُرات اور بہادری

مختلف شخصیات سے ملاقاتیں اور مختلف سوال جواب جو محقق کے سامنے آئے وہ یہ تھے کہ دینی حلقوں پر تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے بہت مثبت اثرات مرتب ہوئے، دینی حلقوں میں جُرات اور بہادری پیدا ہوئی کمزوری کا احساس ختم ہوا حکومت اور دوسرے اداروں کے ساتھ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے کا سلیقہ ملا اور پھر ہر علمی دینی ادارہ اور ان سے منسلک ہر شخص نے مغربی ایجنڈا کو مسترد کر دیا، پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے زریعہ سے علمی دینی حلقوں میں خود اعتمادی، صبر و تحمل سے حالات کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا، افرادی قوت کی وجہ سے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے زریعہ سے دینی حلقوں نے مغربی ممالک اور مقامی حکومتوں کو اس طرح کے عزائم سے باز آجانے کا کہا اجتماعی اتحاد سے دینی حلقوں پر مثبت اثرات مرتب ہوئے [45]۔

آزادی اور مختاری کا تحفظ

دوران تحقیق دینی حلقوں میں جو چیز سب سے اہم سمجھی گئی وہ مدارس کی آزادی اور خود مختاری اور دینی طبقہ اس پر خوشی محسوس کر رہا کہ ہم اتحاد اور تحریک تحفظ مدارس دینیہ کی وجہ سے حکومت کے کنٹرول میں جانے سے بچے رہے ہیں اس کی وجہ سے ہماری آزادی اور خود مختاری بحال رہی۔ چنانچہ جس طرح ایوب خان کے دور میں مدارس کو اور علماء کو سرکاری تحویل میں لینے کے لئے کوششیں ہوئیں مگر اس وقت وفاق المدارس بن چکا تھا وفاق المدارس نے ڈٹ کے ان حالات کا مقابلہ کیا حکومت کو خبردار کیا تو حکومت اپنے منصوبے سے باز آگئی یہ اس وقت ہوا جب بہت سارے مدارس وفاق کی چھتسری تلے جمع ہو چکے تھے اگر اس وقت وفاق المدارس کی تنظیم سامنے نہ ہوتی اور مدارس پہلے کی طرح الگ الگ بکھرے ہوتے تو ممکن تھا حکومت اپنے

مشن میں کامیاب ہو جاتی اور مدارس کی خود مختاری ختم ہو کر رہ جاتی۔

بعد میں جب ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں مدارس کو حکومتی تحویل میں لینے کے لئے کوششیں شروع ہوئیں تو اس وقت بھی وفاق المدارس کے ساتھ بریلوی مکتبہ فکر اہل حدیث مکتبہ فکر کے وفاق سامنے آئے تو سب نے ملکر ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف تحریک شروع کی اور حکومت کو خبردار کرتے ہوئے دباؤ ڈالا گیا تو یہ حکومت بھی اپنے مشن سے ہٹ گئی تو حکومت کے شر سے مدارس اور دینی حلقے محفوظ ہوگئے اور آزادی کے ساتھ تمام مذہبی حلقے اپنی دینی خدمات میں مصروف ہوگئے۔

جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں ایک مرتبہ پھر دینی مذہبی حلقوں کے لئے مشکل وقت آکھڑا ہوا ضیاء الحق بھی دینی مذہبی حلقوں اور مدارس کو حکومتی کنٹرول میں کرنے کے لئے کوشش کررہے تھے مگر پھر اتحاد المدارس نے مل کر حکومت کے ان تمام ارادوں کو خاک میں ملا دیا جس سے وہ دینی مذہبی حلقوں اور مدارس کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کررہے تھے لیکن باز آگئے۔ 1999ء میں دینی حلقوں کے لئے پھر ایک مشکل وقت سامنے آکھڑا ہوا مشرف حکومت نے بھی مدارس کو حکومت کے کنٹرول میں لینے کے لئے کوششیں شروع کیں مگر مولانا سلیم اللہ خانؒ نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے مختلف مکتبہ فکر کے اتحاد کو ایک بار پھر نئے انداز میں متحرک کیا اور "اتحاد تنظیمات المدارس دینیہ" نے جو مدارس کے تحفظ کی تحریک شروع کی اس تحریک سے بھی جنرل مشرف جیسی پاور والی حکومت کے وہ مقاصد جن سے وہ مدارس کو اپنی تحویل میں لینا چاہتے تھے انہیں ناکام کیا اور اس تحریک نے مذہبی دینی حلقوں پر مثبت اثرات مرتب کیئے۔

باہمی منافرتوں اور کدورتوں میں کمی

مختلف شخصیات سے ملاقاتیں اور ان کی بات چیت سے ایک نتیجہ یہ بھی اخذ ہوا کہ مختلف مکاتب فکر کے وہ لوگ جو کل تک ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے تھے ایک دوسرے کے خلاف رسہ کشی شروع تھی، ایک دوسرے کی اچھی باتوں سے فائدہ نہیں لے سکتے تھے اس تحریک نے انہیں بھی ایک ساتھ بیٹھنے کا موقع دیا باہمی نفرتیں ختم ہوئیں، کدورتوں کا قلع قمع، ہوا برداشت صبر و تحمل سے ایک ہو کر چلنے اور آپس کے فروعی اختلافات کو بھلا کر ملکی یا عالمی طاقتوں کے خلاف مدارس کے دفاع کیلئے ایک ہونے کا موقع ملا جس سے دینی حلقوں پر اچھے اثرات مرتب ہوئے باہمی منافرتوں میں کافی حد تک کمی آئی۔

غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کا تحفظ

اس سے قبل ایک مسلک والے دوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے مخالف تھے اگرچہ اس میں کتنی ہی اچھائیاں کیوں نہ ہوں اور دوسرے کی اچھائیوں کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے اگرچہ اس میں کوئی بھی بظاہر بُرائی نظر نہ آتی ہوں تو اس اتحاد نے ایک دوسرے کی شخصیات کو سمجھنے ماننے کا موقع دیا دوسرے کے موقف کو سننے اس کی اچھی باتوں کو ماننے ان پر عمل پیرا ہونے کی فضاء ہموار ہوئی دور سے بہت ساری ایک دوسرے کی شخصیت اور مسلک کے بارے میں بدگمانیوں اور شدتوں میں اضافہ ہورہا تھا مگر جب مختلف مسالک کے اہل علم کا اتحاد قائم ہوا تو ایک دوسرے کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا، ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوا بدگمانیوں، غلط فہمیوں میں کمی ہوئی اپنے ملک اور دین کے مشترکہ دشمنوں کو دیکھنے سمجھنے کا موقع ملا۔

مکالمہ اور مباحثہ کا آغاز اور اصلاحی وتربیتی مناہج کا فروغ

کل تک جو مسالک کے لوگ ایک دوسرے کو اونیچا نیچا کرنے کیلئے مناظروں پر مناظرے کرے جارہے تھے اس اتحاد نے مناظرہ سسٹم کو کم کیا اور ایک دوسرے کی اصلاح کیلئے بہتر کوششیں شروع کیں، تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے کا موقع ملا مسالک کے اختلاف کو برداشت کرکے اپنے اصل دشمن کے سمجھنے کا موقع ملا جس طرح تبلیغی جماعت یہ کسی مسلک کی تبلیغ نہیں کرتی بلکہ یہ معاشرے کے لئے ایک اصلاح کی کوشش کرتی ہے مگر اس جماعت کو کچھ مکتبہ فکر کے لوگ برداشت نہیں کرتے تھے بلکہ پنجاب میں کہیں علاقوں سے اس جماعت کو مسجد سے نکالا گیا ان کے لوگوں کو مارا گیا مگر یہ جماعت پھر بھی اصلاح کا کام کرتی رہی لہٰذا اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ اور تحریک تحفظ مدارس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے مکالمہ اور مباحثہ کا آغاز ہوا اصلاح وتربیت کے مناہج پر کام شروع ہوا۔

مختلف مکاتب فکر کے درمیان رابطے کے لئے مؤثر فورم کا قیام

اس سے قبل ایک مختلف مکاتب فکر کے درمیان کوئی خاص رابطے کا فورم نہیں تھا آپس کی دُوریوں نے ایک ساتھ مل بیٹھنے ایک ساتھ مل کر چلنے کا سلسلہ محال بنایا ہوا تھا لیکن وقت کی ضرورت اور مولانا سلیم اللہ خانؒ کی کوششوں سے دینی مدارس کے نمائندوں کا جو اتحاد سامنے آیا اس نے مختلف مکاتب فکر کے درمیان رابطے کیلئے ایک مؤثر فورم کا کردار ادا کیا چھوٹے بڑے مسائل سوچنے اور حل کرنے آگے بڑھنے کا سبب یہ فورم بنا جس نے بہت سے مسائل کو حل کیا جو تمام مکاتب فکر کیلئے خوش آئند بات تھی۔

تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے دینی حلقوں پر مثبت اثرات اور مثبت پہلو سامنے آئے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آئندہ بھی اسی طرح یہ مذہبی طبقات اور مسالک اسی طرح اتحاد میں رہیں تو اس کے اور زیادہ اچھے اثرات دینی حلقوں پر مرتب ہوں گے اور یہ اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے مزید اس کو فعال اور بہتر بنانے کیلئے تمام مسالک مثبت کوشش جاری کیئے رکھیں۔

امت مسلمہ کے عروج وزوال اور تاریخ اسلام کے نشیب وفراز کے باوجود مدارس عربیہ نے علوم نبوی کی اشاعت اور اسلامی تہذیب وثقافت کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کیا عصر حاضر میں اسلام کا وجود ان اداروں کے ہی مرہونِ منت ہے۔آج دنیا میں جہاں بھی قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونج رہی ہیں ان میں بالواسطہ یا بلاواسطہ دینی مدارس کا کردار نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ یہ مدارس قرآن، حدیث، سیرت نبوی ﷺ، فقہ ، تفسیر اور دیگر علوم دینیہ کی نشرواشاعت کا باعث ہیں۔ غور کرکے دیکھا جائے تو آج یہ اسلامی مدارس صفحہ عالم پر نہ ہوتے تو بڑے بڑے شہروں میں بھی مسائل کا بتلانے والا کوئی نہ ملتا اور اب ان مدارس کی بدولت شہر ہوں یا قصبے ہر جگہ میں علماء موجود ہیں جو دین محمدی ﷺ کی اشاعت کررہے ہیں اور خلقت کو گمراہی سے بچارہے ہیں۔

اسلامی مدارس حفاظتِ دین کے قلعے اور علوم اسلامی کے سرچشمے ہیں۔ان کا بنیادی مقصد ایسے افراد تیار کرنا ہے جو ایک طرف اسلامی علوم کے ماہر، دینی کردار کے حامل اور فکری اعتبار سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں تو دوسری طرف وہ مسلمانوں کی دینی واجتماعی قیادت کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں۔ان مدارس نے امتِ مسلمہ کو دین کے ہر شعبے میں رجالِ کار دیئے ہیں خواہ عقائد، عبادات ہوں یا معاملات، معاشرت ہو یا اخلاقیات غرض کہ زندگی کے تمام شعبوں میں امت کی رہنمائی کے لیے افراد تیار کیے ہیں۔

تمام مدرسوں اور دینی اداروں نے اپنے مقاصدِ تاسیس کی روشنی میں تعلیم وتربیت کو فروغ دیا ہے۔ جہالت و ناخواندگی کا قلع قمع کیا اور مسلمانوں کی تعلیمی حالت کو درست سے درست تر بنایا ہے۔ مدارس نے ملک کی شرح خواندگی کو بڑھانے میں نہ صرف حکومت کا ہاتھ بٹایا، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حکومت کی مدد کی ہے۔ اسلامی اخلاق اور انسانی قدروں کی آبیاری کی ہے۔

مدارس و مکاتب نے بنیادی تعلیم کو اُن فقر زدہ اور خاک نشیں طبقات کے لیے بھی آسان اور قابلِ حصول بنا دیا، جہاں تک پہنچنے میں حکومتی مشنریاں تھک ہار جاتی ہیں۔ دینی مدارس کی ان خدمات کی وجہ سے مغربی استعمار انہیں اپنی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھتا رہا اور ان مدارس کو ختم کرنے یا سرکاری کنٹرول میں لا کر بے اثر بنانے کے لیے وقتاً فوقتاً منصوبے بنائے گے , جبکہ یہ دینی مدارس سمجھتے ہیں کہ ان کی مذکورہ بالا خدمات اور کارکردگی کا تسلسل و اثرات صرف اسی صورت میں باقی رہ سکتا ہے جب وہ سرکاری مداخلت سے آزاد ہوں، مالی طور پر خود مختار ہوں، اور نصاب و نظام کے معاملات خود ان کے اپنے کنٹرول میں ہوں بلا شبہ اس پس منظر، خدمات اور کردار کے ساتھ یہ دینی مدارس مغربی استعمار کے توسیع پسندانہ عزائم اور مغربی ثقافت و تہذیب کو مسلط کرنے کے منصوبے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ اسی رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ان مدارس کی کردار کشی اور ان کے خلاف مکروہ پروپیگنڈے کے ساتھ ساتھ انہیں ختم کرنے، ریاستی مشینری کے ذریعہ قابو میں لانے، اور انہیں بے اثر بنانے کے نت نئے منصوبے سامنے آتے رہے ہیں۔

نائن الیون کے بعد طاغوتی قوتوں کا سب سے بڑا ہدف پاکستان کے دینی مدارس کی حریت وخود مختاری کو متاثر کرکے معاشرے کے اندر اس کے دینی، تعلیمی اور اسلامی کردار کا خاتمہ تھا۔ لیکن تمام مخالفتوں اور رکاوٹوں کے باوجود یہ دینی مدارس محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور غریب عوام کے مخلصانہ تعاون کے ساتھ اپنے مقدس مشن کے لیے جدو جہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تحریک تحفظ مدارس دینیہ کا مطلب ہے "مذہبی مدارس کی حفاظت کی تحریک"۔ یہ تحریک پاکستان میں 2002 میں شروع ہوئی تھی، جب پاکستانی حکومت نے مذہبی مدارس کو کنٹرول کرنے اور سیکولرائز کرنے کی کوشش کی تھی۔ پاکستان کی آزادی کے بعد، علمائے کرام اور بزرگانِ دین نے دینی مدارس قائم کیے تاکہ عوام کو دینی تعلیم فراہم کریں اور ان کے روحانی اور اخلاقی تربیت میں حصہ ڈالیں۔ مدارس نے اپنے تاسیسی مقاصد کو پورا کیا اور عوام کو دینی تعلیم اور رہنمائی فراہم کی۔ تاہم، پاکستانی حکومتوں کی مالی بدعنوانی، فضول خرچی اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے ملک اقتصادی طور پر کمزور ہو گیا۔ اس کی وجہ سے حکومتوں کو بیرونی قرضوں اور امداد پر انحصار کرنا پڑا۔ امداد دینے والے اداروں اور قوتوں نے حکومتوں پر اپنے مفادات کے لیے دینی مدارس کو کنٹرول کرنے کی شرائط عائد کرنا شروع کر دیں۔ اس کے علاوہ، امداد دینے والے اداروں اور قوتوں نے دینی مدارس، مساجد اور جامعات کو کنٹرول کرنے کی بھی شرطیں عائد کیں، جس سے حکومتوں نے ان مدارس پر مختلف قسم کی قدغنیں لگا دیں۔

حکومتوں نے کبھی مدارس کو امداد دینے کے نام پر، کبھی ان کی سندات کو دنیاوی تعلیم کے مساوی قرار دینے کے نام پر، کبھی ان مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کو نوکری دینے کے نام پر، کبھی ان مدارس کے نصاب کو تبدیل کرنے کے نام پر، اور کبھی ان مدارس کے مقابلے میں ماڈل دینی مدارس بنانے کے جھانسے اور لالچ دے کر ان مدارس کو نیچا دکھانے کی کوشش کی۔

نتائج البحث :

1. تحریک تحفظ مدارس دینیہ کے انتظام نے مدارس دینیہ کو متحد کرنے اور مطلوبہ اہداف کو حاصل کرنے میں کافی حد

تک کامیابی حاصل کی۔

2. تحریک تحفظ مدارس دینیہ نے مغربی میڈیا اور دانشوروں کا منہ توڑ جواب دیا مغربی ایجنڈے کو مسترد کرتے ہوئے مدارس کے دفاع کیلئے جب میدان میں اترے تو وہ مدارس جو کل تک خوف زدہ تھے ان کی جانوں میں جان آ گئی۔

3. تحریک تحفظ مدارس دینیہ کی وجہ سے دینی حلقوں میں جُرات اور بہادری پیدا ہوئی کمزوری کا احساس ختم ہوا حکومت اور دوسرے اداروں کے ساتھ آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے کا سلیقہ اور موقع ملا۔

4. دینی حلقوں میں خود اعتمادی، صبر و تحمل سے حالات کا مقابلہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا میڈیا کے زریعہ سے دینی حلقوں نے مغربی ممالک اور مقامی حکومتوں کو اس طرح کے عزائم سے باز رہنے کا کہا۔

5. اتحاد اور تحریک تحفظ مدارس دینیہ کی وجہ سے حکومت کے کنٹرول میں جانے سے بچے رہے ہیں اس کی وجہ سے ہماری آزادی اور خود مختاری بحال رہی۔

6. تحریک تحفظ مدارس دینیہ کی وجہ سے مختلف مکاتب فکر کے وہ لوگ جو کل تک ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے تھے ایک دوسرے کے خلاف رسہ کشی شروع تھی ایک دوسرے کی اچھی باتوں سے فائدہ نہیں لے سکتے تھے اس تحریک نے انہیں بھی ایک ساتھ بیٹھنے کا موقع دیا باہمی نفرتیں ختم ہوئیں، کدورتوں کا قلع قمع، ہوا۔

7. برداشت صبر و تحمل سے ایک ہو کر چلنے اور آپس کے فروعی اختلافات کو بھلا کر ملکی یا عالمی طاقتوں کے خلاف مدارس کے دفاع کیلئے ایک ہونے کا موقع ملا جس سے دینی حلقوں پر اا چھے اثرات مرتب ہوئے باہمی منافرتوں میں کافی حد تک کمی آئی۔

8. اس سے قبل ایک مختلف مکاتب فکر کے درمیان کوئی خاص رابطے کا فورم نہیں تھا آپس کی دُوریوں نے ایک ساتھ مل بیٹھنے ایک ساتھ مل کر چلنے کا سلسلہ محال بنایا ہوا تھا لیکن وقت کی ضرورت اور اس تحریک نے مختلف مکاتب فکر کے درمیان رابطے کیلئے ایک موثر فورم کا کردار ادا کیا چھوٹے بڑے مسائل سوچنے اور حل کرنے آگے بڑھنے کا سبب یہ فورم بنا جس نے بہت سے مسائل کو حل کیا جو تمام مکاتب فکر کیلئے خوش آئند بات تھی۔

9. تحریک تحفظ مدارس دینیہ کا سبب بنی اس اتحاد یا تحریک نے دینی حلقوں میں اچھے اثرات مرتب کیئے۔

10. مذہبی طبقے کی آپس کی دُوریاں کچھ کم ہوئیں ،مدارس کی خود مختاری بحال ہوئی

11. مختلف مسالک کی ایک دوسرے پر بدگمانیوں کا کچھ حد تک خاتمہ ہوا، عوام کے لئے مشترکہ اصلاح کی کوششیں شروع ہوئیں۔

12. ایک دوسرے کی اچھی چیزوں کو لینے کا موقع ملا۔ایک دوسرے کے تجربے سے مستفید ہونا شروع ہوئے۔رسہ کشی ،مناظرے، مخالفت برائے مخالفت، تنقید برائے تنقید کا خاتمہ ہوا۔

13. تحریک تحفظ کے مدارس دینیہ کے اس اتحاد نے معاشرے پر بھی اچھے اثرات مرتب کیئے اہل علم کے بارے میں معاشرے میں جو منفی سوچ پائی جاتی تھی وہ ختم ہوئی۔

14. اس تحریک سے عام لوگوں کی توجہ دین کی طرف بڑھنے لگی، عوام میں بھی برداشت اور اعتماد پیدا ہوا اور عوام کو اہل علم کے قریب ہونے کا موقع ملا، سازشی عناصر اپنے غلط عزائم میں ناکام ہوئے۔

15. اس تحریک نے حکومتی سطح پر بھی مثبت اثرات مرتب کیئے حکومت کو مذہبی قیات سے مذاکرات، میٹنگ یا مشاورت کیلئے ایک مؤثر فورم سامنے آیا۔

16. مختلف مسالک کے اتحاد نے امن وامان کے قیام میں اہم کردار ادا کیا حکومت اور دینی طبقوں میں مفاہمت کی پالیسی بڑھنے لگی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1 مولانا شمس الحق عظیم آبادی، لغت نور، جلد1 ص:211

Mawlana Shams al-Haq Azim Ābaaadi, Lughat Noor, Volume 1, P: 211

2 الذاریات: 56

Al Dhariyaat: 56

3 مولانا قاضی اطہر مبارک پوری، خیرون القرون کی درسگائیں، ادارہ اسلامیات، انارکلی لاہور، ص: 11

Mawlana Qazi Athar Mubarakpuri, Khayrun al-Quroon Ki Darsgahain,Idara Islamiyat, Anarkali Lahore, P: 11

4 ایضاً

Ibid

5 سید قاسم شاہ، ڈاکٹر حمید اللہ کی بہترین تحریں، ط،2013، حنیف اینڈ سنز پرنٹنگ، لاہور، ص:173

Syed Qasim Shah, Doctor Hamidullah Ki Behtareen Tuhreen, Edition: 2013, Haneef and Sons Printing, Lahore, P: 173

6 مولانا عبدالاسلام ندوی، فقرائے اسلام، مکتبہ دارلکتاب، لاہور، ط1988، ص:142

Mawlana Abdul Islam Nadwi, Fuqaraay-e-Islam, Maktaba Darul Kitab, Lahore, Edition: 1988, P: 142

7 محمد اسحاق ملتانی، تحفہ المدارس، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ص:3

Muhammad Ishaq Multani, Tuhfah al-Madaris, Idara Taliqat Ashrafiya, Multan, P: 3

8 خیرون القرون کی درسگائیں، ص:14

Khayrun al-Quroon Ki Darsgahain, P: 14

9 ایضاً

Ibid

10 ایضاً

Ibid

11 علامہ یوسف بنوری، دینی مدارس اور پاکستان، بینات، جمادی الاخریٰ 1335ھ، ص11

'Allama Yusuf Binoori, Deeni Madaaris awar Pakistan, Bayyinat, Jumadi al-'Ukhraa 1335 AH, P: 11

12 ابن الحسن عباسی، ساٹھ سالہ تاریخ وفاق المدارس العربیہ، مرکزی دفتر وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان، ص: 851-855
Ibn al-Hasan 'Abbasi, Saath Sallah Tarikh Wifaq al-Madaris al-Arabiya, Markazi Daftar Wifaq al-Madaris al-Arabiya Pakistan Multan, P: 851-855

13 ایضاً
Ibid

14 ایضاً
Ibid

15 ایضاً
Ibid

16 ایضاً
Ibid

17 ایضاً
Ibid

18 ایضاً
Ibid

19 ایضاً
Ibid

20 ایضاً، ص: 557
Ibid, P:557

21 ایضاً
Ibid

22 لیاقت بلوچ، کالم نوائے وقت لاہور، مورخہ 23/09/2014 نوائے وقت ویب سائیٹ
Liaquat Baloch, Column Nawai Waqt Lahore, Date: 2014/09/23, Nawai Waqt Website

23 مولانا انور غازی، دہشت گردی کے اڈے یا خیر کے مراکز، الحجاز پبلشرز، کراچی ص: 134
Mawlana Anwar Ghazi, Dehshatgardi ke Addy ya Khair ke Marakiz, Al-Hijaz Publishers, Karachi, P: 134

24 ایضاً
Ibid

25 ایضاً
Ibid

26 روزنامہ امت کراچی 19 دسمبر 2015
Roznama Ummat Karachi, December 19, 2015

27 دہشت گردی کے اڈے یا خیر کے مراکز، ص: 134
Dehshatgardi ke Addy ya Khair ke Marakiz, P: 134

28 ایضاً
Ibid

29 مولانا حنیف جالندھری، دینی مدارس کا مقدمہ، بیت الاسلام، کراچی، ص: 41-97
Mawlana Haneef Jalandhari, Dīni Madaris ka Muqaddimah, Bayt al-Islam, Karachi,PP: 41-97

30 ایضاً

Ibid

31 ایضاً

Ibid

32 ایضاً

Ibid

33 ایضاً

Ibid

34 خالد رحمٰن، مقالہ نگار، دینی مدارس تبدیلی کے رجحانات، تحقیق کار انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد

Khalid Rahman, Maqala Nigar, Deeni Madaaris Tabdili ke Rujhaanaat, Tahqiq Kar Institute of Policy Studies, Islamabad

35 ایضاً

Ibid

36 مولانا حنیف جالندھری، دینی مدارس کا مقدمہ، بیت السلام، کراچی، ص:16

Mawlana Haneef Jalandhari, Deeni Madaris ka Muqaddimah, Bayt al-Islam, Karachi, P: 16

37 ایضاً

Ibid

38 ایضاً

Ibid

39 ایضاً

Ibid

40 ایضاً

Ibid

41 ایضاً

Ibid

42 ایضاً، ص:134

Ibid, P:134

43 ایضاً

Ibid

44 ایضاً

Ibid

45 ایضاً

Ibid